اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رشین فیڈریشن، سابق سوویت یونین کے ۷۶٫۳ فیصد رقبے پر محیط ہے۔ تقریباً پندرہ کروڑ آبادی کی یہ ریاست بڑی مقدار میں قدرتی وسائل، مضبوط صنعتی ڈھانچے اور سائنسی و تکنیکی مہارت کی مالک افرادی قوت رکھتی ہے۔ ان ہی خصائص کی بدولت اسے سابق سوویت یونین میں اگر "حکمران" نہیں تو کم از کم "برادرِ اکبر" کا درجہ حاصل تھا۔ سابق سوویت یونین کے خاتمے پر ایک تاثر یہ اُبھرا کہ اب دنیا کی واحد سپر پاور ریاست ہائے متحدہ امریکہ ہے اور سابق سوویت یونین کی جمہوریتیں بشمول رشین فیڈریشن، دنیا کے دوسرے چھوٹے بڑے ممالک کی مانند ہیں جو گوناگوں مسائل کا شکار ہیں۔ رشین فیڈریشن کے حکمران سیاسی اور اقتصادی مسائل کی دلدل میں اس حد تک پھنسے ہوئے ہیں کہ وہ مغربی دُنیا اور بالخصوص ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے تعاون کے خواستگار رہیں گے۔ بین الاقوامی سطح پر ان کا وزن امریکہ کے پلڑے میں ہوگا اور وہ اپنی سرحدوں سے باہر نہ دیکھیں گے۔ مختصراً وہ "مجھے بڑی پرائی کیا اپنی نبیڑ تو" کے اصول پر عمل پیرا ہوں گے۔ رشین فیڈریشن خود مغربی جمہوریت کی تجربہ گاہ ہو گی اور اس طرح سابق سوویت یونین کی دوسری ریاستوں میں جمہوری اقدار اور اختلاف رائے کا احترام کیا جائے گا، تاہم یہ تاثر اُس وقت زائل ہوگیا جب دسمبر ۱۹۹۲ء میں اسلامی اور جمہوری قوتوں پر مشتمل تاجکستان کی مخلوط حکومت کی جگہ کمیونسٹ حکومت قائم کی گئی۔ اس کے بعد جس طرح رشین فیڈریشن اور وسطی ایشیا کی دوسری ریاستوں کی قیادت نے تاجکستان کی اس حکومت کی پشت پناہی کی، اس نے واضح کر دیا ہے کہ رشین فیڈریشن کے علاقائی عزائم بدستور قائم ہیں اور وہ سابق سوویت جمہوریتوں میں اپنے اثر ورسوخ کو ہر حال میں قائم رکھنے پر بضد ہے۔ تاجکستان کی موجودہ پُر مصائب صورت حال رشین فیڈریشن کے رویّوں کی منہ بولتی تصویر ہے۔ اس تصویر کی کچھ جھلکیاں زیرِ نظر جریدے کے سابق شماروں میں پیش کی گئی ہیں۔ زیرِ نظر شمارے کا ایک حصہ تاجکستان کی نسبتاً مربوط تر تصویر کے لیے مختص کیا گیا ہے اور اس میں اصحابِ دانش کے لیے غور فکر کا کافی سامان موجود ہے۔